OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلامی قوانین میں حدیث کا مقام و اہمیت
Place and Importance of Hadīth in Islamic Law

Anwer Hussain
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi
Ruqayya Sikandar
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi
Ghulam Ali
Doctoral Candidate Islamic Studies, Federal Urdu University, Karachi

Abstract
Undoubtedly, the subject of history has been present in its importance in every era because people recognize that it is the inertia that connects their past achievements with the present and as a result they continue on the road of progress. This happens because if these past achievements are not connected with the present, then the lost things cannot become the foundation of the truth, because it is real, which is another name for progress and prosperity.

Keywords: Necessity of Hadith, Sunnah in religion, achievement, prosperity

تمہید

بلا شبہ تاریخ کا موضوع ہر دور میں اپنی اہمیت کے لحاظ سے موجود رہا کیونکہ لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تاریخ ہی ہے جو کہ اپنے ماضی کے کارناموں کو حال سے جوڑتی ہے اور جس کے نتیجے میں قومیں ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہتی ہیں ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ اگر ان گذشتہ کارناموں کو حال سے نہ جوڑا جائے تو پھر گمشدہ باتیں محقق کی بنیاد نہیں بن سکتی کیونکہ یہ تحقیق ہی ہے جو کہ ترقی اور خوشحالی کا دوسرا نام ہے۔

خاجی اور داخلی شہادتیں

تاریخ حکایات وروایات جو کسی بھی ادب کا حصہ ہوتیں ہیں، بغیر چوں وچرا تسلیم کرتے ہوئے ہم بھی نہیں سوچتے کہ اگر ماضی کے کسی بڑے ادیب کے نام سے کوئی بالکل نئی تصنیف منظر عام پر لائی گئی

CC BY

ہے تو کیا اسے پورے شک کیساتھ جانچنے کی ضرورت ہے؟ کیا خارجی اور داخلی دونوں شہادتوں سے استفادہ کیا گیا ہے؟ خارجی یہ کہ یہ کیسے اور کہاں سے ملی؟ یہ کہ کیا اس کے انکشاف سے دریافت کنندہ محقق کو فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ کیا یہ مصنف کے اسلوب سے ملتی ہے؟ اگر اسے بدست مصنف بتایا گیا ہے تو کیا یہ مصنف کے دوسری مصدقہ تحریروں سے مشابہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ ہم اس بات پہ بھی شعوری یا لاشعوری طور پر یقین رکھتے ہیں کہ کوئی بھی تالیف مذکورہ بالا سوالات کے مطمئن کردہ جواب کی صورت میں ہی سامنے آئی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہر دور میں ترقی کیلئے انکشافات اور نت نئی تحقیقات ہوئیں اور ان تحقیقات کو مطلوبہ دور کے لحاظ سے اور اس دور میں میسر جانچ پڑتال کے طریقوں سے گزار کر کسی ادبی تخلیق یا سائنسی تخلیق کو تسلیم کیا گیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ قرآن پر جو کہ چودہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ پہ اللہ تعالی نے نازل کیا پر یقین نہیں رکھتے کہ یہ واقعی اللہ عزوجل کی کتاب ہے اور اسکے رسول پر نازل ہوئی اور خود اسی قرآن میں بھی اس بات کے دلائل آیات الٰہی کے ذریعے ملتی ہے کہ یہ وہ قرآن ہے جو ہم نے رسول ﷺ پر اتارا تا کہ ہم ہدایت حاصل کریں اور فلاح یاب ہو سکیں اس بات کی تائید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْماً**: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔[1] ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْناً** اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔[2] جیسا کہ آیت میں اس بات کی گواہی مل رہی ہے کہ اللہ اس کے رسول کی تعلیمات پر عمل کرنا کہ وہ ہی ہماری کامیابی ہے اور ان تعلیمات کو رد کر دینا یا بھلا دینے میں ہماری تباہی کا سامان ہے۔ کیونکہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن تو منجانب اللہ کلام الٰہی ہے مگر رسول ﷺ کی حدیث رہتی دنیا تک قائم رہنے کے لیے جانچ پڑتال، و جرح و تعدیل اور دوسرے طریقہ امتحان جیسے کہ روایت و درایت جیسے مراحل کی قطعا ضرورت نہیں کیونکہ یہ تمام تر طریقہ قابل قبول نہیں۔ کیوں ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ وہ قرآن ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ نے اس کے نزول کے ساتھ ہی اٹھائی تھی: **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ** -ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔[3] تو جب قرآن کی حفاظت اللہ تعالی کرتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اس کی تفسیر و تشریح کرنے والے رسول ﷺ کے قول فعل اور انداز و اطوار کی حفاظت نہ ہو۔ بہر کیف! حدیث کا مقام بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ قرآن مجید کا مقام اور بحیثیت امت مسلمہ ہم پر لازم ہے کہ ہم قرآن پر عمل کرنے کے ساتھ حدیث رسول ﷺ حجت مانیں اور قرآن و سنت دونوں پر عمل کر کے ثابت کر دیں کہ قرآن و حدیث دونوں منجانب اللہ عزوجل ہے یعنی قرآن کے الفاظ و معنی دونوں منجانب اللہ تعالی ہے اور حدیث کے الفاظ حضور ﷺ کے اور معنی اللہ کی طرف سے ہیں۔[4] اس کی قرآن و حدیث میں متعدد امثال موجود ہیں۔ اپنے رہبر آقا ﷺ کی حدیث کا مسلمانوں کے لیے واجب اور قابل اطاعت ہونا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہ مسلمانوں کے لیے دلیل ہے اور اگر مسلمان اس پر عمل نہ کریں تو وہ گنہگار ہوں گے اور ایسے اشخاص کا ایمان برقرار نہیں رہ

سکتا۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی آیاتِ قرآن کے ذریعے اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ حدیث نبوی ﷺ حکم الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔اور جس طرح قرآنی حکم کا ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے ۔ اسی طرح حدیث نبوی ﷺ کی پیروی اور اتباع سنت رسول بھی فرض ہے ۔ ہمیں ایمان کی اس ذوق کو قرآن و سنت کی حجت واہمیت کی صورت میں زندہ رکھنا ہے ۔ کیونکہ ہمیں قرآن سے مطلع کرنے والے آپ ﷺ ہیں ۔ آپ ﷺ نے کہا یہ قرآن ہے ہم نے مان لیا۔ آپ ﷺ نے کہا اللہ ایک ہے ہم نے مان لیا۔ یہ حدیث ہی تو ہے ۔

حدیث کے لغوی اور اصلاحی معنی

حدیث کے لغوی معنی بات کرنا اور خبر کے بھی ہیں۔ اس کے ایک معنی "نیا" کے بھی ہیں جیسے کہ ہم عربی میں کہتے ہیں العصر الحدیث یعنی نیادور یا العصر الجدید۔ اسی طرح لفظ حدیث قریب کے معنی کے لیے بھی آتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :لَوْلَا اَنْ قَوْمَکَ حَدِیْثُوْ ا عَھْدَ بِجَھالِیَۃ۔ اگر آپ کی قوم کے پاس حدیث نہ تھی تو وہ جاہل تھے۔[5]

حدیث کے شرعی معنی

اصطلاح شرعی میں حدیث سے مراد رسول ﷺ کا قول و فعل و تقریر یا صفت ہے۔ قول سے مراد رسول اکرم ﷺ نے جو فرمایا اور فعل سے مراد رسول اکرم ﷺ نے جو عمل کیا اور تقریر سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ نے بذات خود تو اس عمل کو نہیں کیا لیکن صحابہ اجمعین کو اس کے عمل کرنے سے منع بھی نہیں فرمایا جس سے یہ واضح ہوا کہ وہ عمل جائز یا درست ہے۔ اگر غلط یا ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ اس سے ضرور روکتے۔ صفت یا کیفیت سے مراد ہے کہ راوی رسول ﷺ کا حلیہ مبارک یا عادت و اطوار کے متعلق بتائے کہ آپ ﷺ کی پیشانی چوڑی تھی۔ دندان مبارک سفید موتی کی طرح چمکتے تھے یا یہ کہ رسول ﷺ اس طرح تشریف فرما ہوتے تھے، اس طرح کھڑے ہوتے تھے۔ جب چلتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے بلندی سے نیچے کی طرف آ رہے ہیں وغیرہ۔[6]

دین میں حدیث و سنت کی حیثیت

جس طرح دین اسلام میں متن قرآن حجت ہے بالکل اسی طرح اس کی نبی کے ذریعے سے تشریحات بھی حجت اور واجب القبول ہے۔ ورنہ نصوص قرآنی کی رو سے آپؐ کو تعلیم قرآن کا مکلف بنانا اور تعلیم کتاب کو آپؐ کا منصبی فریضہ بتلانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔[7] قرآنی نصوص کی رو سے حضور اکرمؐ قرآن کے معلم اور اس کی وضاحت کرنے والے ہیں لہذا قرآن کے متن کی تشریح اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جب آپ اپنے قول و عمل نیز تقریر و صفت کے ذریعے امت مسلمہ کو اس کے مطابق عملی تفسیر کر کے دکھائیں۔[8] گویا قولی تشریح کے ساتھ ساتھ عملی تشریح بھی منصب رسالت کا حصہ ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ۔ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری، کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو، ان کی طرف اترا

اور کہیں وہ دھیان کریں۔[9] رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں رسالت قرآن شامل ہے اس بات کی تصدیق قرآن مجید کے ہیں ان مندرجہ ذیل آیات کی صورت میں ہوتی ہے: **كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔** جیسے کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے، کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے، اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔[10] مذکورہ بالا کلام الہی کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس آیت میں دو چیز میں الگ الگ ذکر کی گئیں ہیں۔ ا۔ تلاوت آیات ۲۔ تعلیم کتاب پہلی چیز کا مطلب تو صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ جبکہ دوسری بات غور طلب ہے۔ اگر تعلیم کتاب سے مراد بھی قرآن مجید کے کلمات کو پڑھ کر سننا ہے تو پھر تو یہ کوئی علیحدہ بات نہ ہوئی لیکن یہاں کتاب کے ساتھ ایک اور چیز کا بھی ذکر ہے اور وہ ہے حکمت۔

حکمت سے کیا مراد ہے ؟

جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آیا ہے تو اس لحاظ سے ہم پہ لازم ہے کہ ہم اس لفظ کی گہرائی میں غوطہ زن ہو کے کسی گوہر نایاب کو سامنے لے کر آئیں۔ اور اگر ہم غور کریں تو یہ بات اظہر من الشمس کی طرح روشن وعیاں ہو جاتی ہے کہ حکمت سے مراد یقیناً آیات کی تشریح اس کے معنی ومطالب کی توضیح اور آیات کے احکام کا بیان ہے جو کہ حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔ پس قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے فرائض منصبی میں نہ صرف قرآن کی آیات کی تلاوت و تبلیغ ہے بلکہ اس کے معنی و مطالب کا بیان بھی فرائض رسالت میں شامل ہے۔ گویا قرآن مجید کی رو سے آپ کا معلم قرآن ہونا ثابت ہو چکا ہے لہذا جو شخص آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت پر ایمان رکھتا ہے جس طرح اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ آپ نے متن قرآن کی تلاوت و تبلیغ فرمائی اسی طرح اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ آپ نے اس کی تعلیم و تبیین بھی فرمائی اور چونکہ قرآن کریم اللہ تعالی کی بھیجی ہوئی۔ آخری کتاب ہے اور آنحضرت ﷺ اس کے آخری نبی ہیں اور اب کوئی نئی کتاب اور کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لیے اس آخری کتاب کا اس کے نزول کے وقت سے رہتی دنیا تک ہر دور میں محفوظ و باقی رہنا ضروری ہے اور جب اس کی بقا ضروری ہے تو اس کو مجھے اور اس پر عمل کرنے کے لیے حضرت ﷺ کی قولی و عملی تشریحات توضیحات کا بھی ہر دور میں منقول اور موجود رہنا ضروری ہے۔ اللہ کی محبت کا معیار مطلقاً نبی ﷺ کا اتباع ہے: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ہر اس شخص کے لیے جو کہ اللہ سے محبت کا دعوی کرتا ہو لازم یہ قرار دیا ہے کہ میری محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے بھیجے ہوئے رسول کی تعلیمات کی پیروی کرو۔

پیروی سے مراد صرف اور صرف یہی ہے کہ رسول ﷺ کے ہر طرز عمل کی تقلید کی جائے۔ لہٰذا قرآن میں ہے: **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْ نَ اللهَ فَاتَّبِعُوْ نِیْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ**۔ ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔[11] حجیت حدیث کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی! حدیث مبارکہ: **انما بعثت لا تمم حسن الاخلاق** بے شک مجھے اس لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے کہ میں اعلیٰ

اخلاق کی تکمیل کروں ۔[12] قرآن نے سبیل المؤمنین کے اتباع کو لازم قرار دیا ہے ۔ حدیث حجت ہے یا نہیں یا اس بات کا اندازہ لگانا (حدیث کو نظر انداز کریں یا قبول کریں) ایک طریقہ سے ہو سکتا ہے ،اور وہ طریقہ بھی خود قرآن کا بتایا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن پاک سے اتباع سبیل المؤمنین (مومنین اوّلین کے طریقے پہ چلنے) کو ضروری بتایا ہے ۔ ارشادِ الٰہی ہے:**وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْمبَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔** اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔[13] مذکورہ آیت میں مومنین اولین کے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ تعالی نے دوزخ کی وعید سنائی ہے اب اگر ذرا غور کریں تو خود ہی اندازہ ہو جائے گا کہ مومنین اولین کی زندگی میں حدیث کا کیا مقام تھا۔ گویا ان کی زندگی میں حدیث ان کے لیے ان کا اوڑھنا بچھونا تھی یعنی حدیث کو ماننا اس پر عمل کرنا اور اس کو ایک دوسرے کو سنا کر پھیلانا ہی خوش قسمتی کی دلیل سمجھی جاتی تھی۔ مومنین اولین کے لیے حدیث ﷺ بڑی اہمیت کی حامل تھی اور وہ اس کو اپنے لیے مشعل راہ سمجھتے تھے تو امت مسلمہ پر بھی قرآن کی اس نص کے لحاظ سے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اس کو بحیثیت حجت تسلیم کریں ورنہ دوسری صورت میں وہ سزا کے مستحق ہونگے۔

حضور اکرم ﷺ کے تشریحی کام کی نوعیت

قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ہی آپ ﷺ پر اللہ تعالی کی طرف سے اس کی تفسیر و تشریح کی ذمہ داری بھی آگئی۔ اس کی تفسیر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ قرآن مجید کے مطالعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن میں بہت سی باتوں پر عمل کرنے کا حکم مختصراً اور مجملاً دیا ہے اور کچھ ہدایت بھی دیں ہیں کہ ان کو اس طرح سے کرو، مگر وہ ہدایات اور احکامات مختصراً ہیں اور صرف قانون اسلام کا بنیادی حصہ بیان کیا ہے اور پھر تفصیلی حصہ اپنے مقرر کیے ہوئے یا مبعوث کیے ہوئے رسول کے ذریعے سے مرتب کروایا۔[14] اللہ تعالی نے اپنی قانون سازی میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے قرآن میں مجمل احکام اور ہدایت دے کر یا کچھ اصول بیان کر کے، یا اپنی پسند و ناپسند کا اظہار کر کے یہ کام اپنے رسول کے سپرد کر دیا کہ وہ نہ صرف لفظی طور پر قانون کی تفصیلی شکل مرتب کریں اور اس کے مطابق عملاً کام کر کے بھی دکھائیں۔ یہ تفویضِ اختیارات کا فرمان خود قانون کے متن میں ہے:**وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ** ۔ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری، کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو، ان کی طرف اترا۔[15] اس صریح فرمانِ تفویض کے بعد آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسول ﷺ کا قولی اور عملی بیان قرآن کے قانون سے الگ کوئی چیز ہے یہ در حقیقت قرآن ہی کی رو سے اس کے قانون کا حصہ ہے۔ اس کو چیلنج کرنے کے معنی خود قرآن کو اور خدا کے پروانہء تفویض کو چیلنج کرنے کے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:**فمن رغب عن سنتی فلیس منی** "جو شخص میری سنت سے منہ پھیر

لے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"[16] قرآن مجید میں بار باراس امر کی صراحت کرتا ہے کہ رسول ہونے کی حیثیت سے جو فرائض حضور اکرم ﷺ پر عائد کیے گئے تھے اور جو خدمات آپ کے سپرد کی گئی تھیں ان کی انجام دہی کے لیے آپ ﷺ وحی کی رہنمائی کے پابند تھے۔ فرمان الہی ہے: **اِنْ اَتَّبِعُ مَایُوْ حٰی اِلَیَّ** ۔میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے ۔ ایک اور جگہ فرمان الہی ہے: **مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی۔ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔** تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔[17] یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امت کا جو اس بات پر اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک ایک فعل، قول اور تقریر ہمارے لیے شریعت کا حکم رکھتا ہے۔ تو اس کے لیے قرآن سے ٹھوس ثبوت ملتا ہے کہ اللہ کا آخری نبی اپنی جانب سے کوئی عمل نہیں کرتا بلکہ اس کا ایک ایک لحہ حکم ربی اور مشیت کے تابع ہے۔ قرآن کریم کے حکم کے بعد کسی تائید و ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ آیات ربانی اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ شرعی امور پر عمل کرنے کے لیے اگر ایک طرف قرآن ہماری راہنمائی کرتا ہے تو دوسری طرف حدیث و سنت ہماری مددگار و معاون ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ حدیث و سنت کے بغیر صحیح طور پر قرآن پر عمل کرنا اگر نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے ادوار میں علما فقہاء مفسرین سب ہی نے قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کی شرعی حیثیت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اور عمل ہوتا رہے گا۔ اس کے بغیر شریعت پر عمل کرنا ناممکن ہے۔[18] حدیث کے وجوب واتباع کا قرآنی استدلال، قرآن کریم رسول اکرم ﷺ کے جیتے جاگتے اخلاقیات کا نمونہ ہے اس قرآن کریم میں مختلف انداز سے رسول اکرم ﷺ کی پیروی کی تلقین کی گئی ہے۔ **قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْ نَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْ نِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْ بَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌرَّحِیْمٌ۔"** اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبر دار ہو جاؤ تو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[19] **مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَا اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظاً۔** جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔[20] ایک اور جگہ فرمایا: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔[21] ایک اور جگہ فرمایا: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔[22] ایک اور جگہ فرمایا: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑلے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔[23] ایک جگہ ارشاد ہوا: جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور

مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔[24] بلاشبہ کلام الٰہی کے بعد دین اسلام میں سنت رسول ﷺ کا درجہ ہے اور حقیقت میں حدیث کو ماننے ہی سے عقائد اسلام اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان لایا جاتا ہے۔ اگر رسول کریم ﷺ کاتبین وحی صحابہ کرام کو یہ نہ بتاتے کہ جو وحی جلی یا وحی متلو نازل ہو رہی ہے۔ وہ قرآن مجید ہے اور اسے لکھ کر محفوظ کیا جائے تو بعد میں آنے والے لوگوں تک قرآن مجید کی تحریری طور پر نہ پہنچتا اور حق بات تو یہ ہے کہ سنت کے مطابق عمل کیے بغیر کوئی فرض عبادت عبادت قرار نہیں دی جاسکتی نہ ہی قرآن مجید کے مشکل الفاظ کی تشریح ممکن ہوتی اور نہ ہی کسی آیت کی شانِ نزول کا علم ہوتا۔ اسی طرح جب تک رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو سامنے نہ رکھا جائے تو ہم اپنی زندگی کا کوئی بھی فعل وامر صحیح طور سے ادا نہیں کرسکتے یعنی رسول کریم ﷺ نے جو اپنی زندگی میں قول وفعل سے اسلامی انداز فکر اور دین کے اصول احکام کی جو تشریح فرمائی ہے اس میں ہم آپ کی پیروی کریں کیونکہ اللہ رب العزت دنیا بھر کے انسانوں کو اپنے رسول کریم ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔

حاصل کلام

حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کے تفویض کردہ تشریحی اختیارات کو استعمال کرکے قرآن مجید کے احکام اور ہدایات اور اشارات ومضمرات کی کس طرح شرح وتفسیر فرمائی اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ بات ممکن نہ تھی کہ ملت اسلامیہ دین اسلام کے مظبوط سائے میں اکٹھے ہو کر امت مسلمہ ہونے کا ثبوت دے سکیں اور ان میں اس قدر اختلافات پیدا ہو جاتے کہ پھر اسلام کا شیرازہ بکھر جاتا لیکن نہیں!! وہ اسلام ہے کہ جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے لی ہے لہذا قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کی حفاظت بھی بلاشبہ منجانب اللہ ہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو قرآن وسنت پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

References

1 Al-Qura'an, Surah Al-Ahzab, verse 71

2 Al-Qura'an, Surah Al-Ahzab, verse 36

3 Al-Qura'an, Surah Al-Hijir, verse 9

4 Ibn ‘Abdīn, Rad al-Muḥtār ‘alā al- Dur al-Mukhtār (Quetta: Maktabah Ḥanafiyah), 3: 53

5 Abū Abdullah al-Qurtubī, Al-Jāmi’ li Aḥkām al-Qurān (Beirūt: Muassisah al-Risālah, 1437 AH), 5: 96

6 Fakhr al-Ḥassan Gangohī, Al-T’alīq al-Maḥmūd Ḥāshiyah ‘alā Sunan Abī Dāwūd (Multan: Dār al-Ḥadīth), 3: 65

7 Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash’ath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd (Multan: Dār al-Ḥadīth), 4: 84

8 Al-Qurtubī, Al-Jāmi’ li Aḥkām al-Qur’ān, 4: 87

9 Al-Qura'an, Surat Al-Nahal, verse 44

10 Al-Qura'an, Surah Al-Baqarah, verse 151

11 Al-Qura'an, Surah Aal-e-Imran, verse 31

12 Muslim ibn Ḥajjāj al-Qusheirī, *Al-Saḥīḥ* (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1375 AH), 3: 93

13 Al-Qura'an, Surah Aal-e-Imran, verse 31

14 Zafar Ahmad ‘Uthmānī, *A'lā al-Sunan* (Beirut: Dār al-Fikr, 1421 AH), 5: 36

15 Al-Qura'an, Surah Al -Nisa, verse 115

16 Abū Bakar Abdullah ibn Muhammad, *Al-Muṣannaf* (Al-Qāhirah: Al-Fārūq al-Ḥadīthah, 1429 AH), 4: 91

17 Al-Qura'an, Surat al-Nahal, verse 44

18 Al-Qurtubī, *Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān*, 4: 17

19 Al-Qura'an, Surah Al-Ana'am, verse 50

20 Al-Qura'an, Surah Al-Najam, Verses 2 to 4

21 Al-Qurtubī, Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān, 5: 104

22 Al-Qurtubī, Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān, 4: 187

23 Al-Qurtubī, Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān, 5: 139

24 Al-Qurtubī, Al-Jāmi' li Aḥkām al-Qurān, 6: 97